رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ......ے
ششماہی ......ے
سہ ماہی ......عہ

شرح چندہ
سالانہ ......لے
ششماہی ......ے
سہ ماہی ......عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۲) | ۸ بہمن ۱۳۵۲ ف | ۳ ذی الحجہ ۱۳۶۱ ھ | ۱۲ دسمبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۳۵)

دوسرے نقاط نظر

کانگریسی جرائد کی تنگ نظری

از

وی. بی. کارنک

ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کانگریس کا نقطۂ نظر ہمیشہ ملک کے آگے پیش ہوتا رہا لیکن کانگریسی جرائد دوسرے نقطۂ نظر کی کبھی تشہیر نہیں کرتے۔ ملک کے اکثر اہم ترین اخبارات یا تو کانگریس کے ترجمان ہیں یا اس کے ہمدرد۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے نقاط نظر جو کانگریس سے مختلف ہوں، پبلک کے آگے پیش ہونے نہیں پاتے۔ گزشتہ چند سال سے ملک کے اینگلو انڈین اخبارات میں بھی ایک تغیر نظر آرہا ہے۔ ۱۹۳۵ء کے دستور کے نفاذ کے بعد خاص کر کانگریسی حکومت کے بعد سے اینگلو انڈین اخبارات کانگریس کے دوست ہوگئے ہیں اور غیر کانگریسی خیالات کی اشاعت کی طرف مائل نظر نہیں آتے۔ یہ رجحان کانگریس کی اس کھلی بغاوت کے بعد بھی موجود ہے۔

اخباروں کی اس روش کی وجہ سے سیاسی شعور رکھنے والے لوگ بھی غیر کانگریسی نقطۂ نظر سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دوسرے نقاط نظر کو سمجھنے کے بجائے ان کی مخالفت کرتے ہیں اور عوام الناس کے سامنے غیر کانگریسی لیڈروں کے خیالات کی ایک بگڑی ہوئی تصویر پیش ہوتی ہے اور اس سے باشندگان ہند میں اختلافات کی خلیج بڑھتی جاتی ہے۔

غلط پروپگنڈہ

جرائد کے اس مغالطہ سے انگلستان اور امریکہ میں ہندوستان کے احباب کے آگے بھی صورت حال کی ایک غلط تصویر پیش ہوتی ہے۔ اخباری پروپگنڈہ کی وجہ سے انگلستان اور امریکہ کانگریس کی آواز کو ہندوستان کی آواز سمجھنے لگے ہیں اور بجائے ہندوستان کے دوست بننے کے کانگریس کے دوست بن گئے ہیں۔ اور قدرتی طور پر دوسرے نقاط نظر کو رجعت پسند سمجھا جانے لگا۔ اس غلط تصویر اور محدود معلومات کی بنا پر مسئلہ ہند کو حل کرنے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

اگر جرائد کے مغالطہ سے کوئی تحریک یا نقطۂ نظر دب سکتا ہے تو پھر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہورہا ہے۔ کانگریسی اور نام نہاد قومی اخبارات نے مسلم لیگ سے متعلق خبروں اور خیالات کی اشاعت کو روک کر مسلم لیگ کو ختم تو نہ کرسکے۔ اس کے برخلاف گزشتہ پانچ سال میں مسلم لیگ دن بدن قوت حاصل کرتی گئی اور اس کے نقطۂ نظر کو مسلمانوں کی اکثریت قبول کرتی گئی۔ کانگریسی جرائد نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کرکے اپنے ناظرین کو مسلم لیگ کے پروگرام اور پالیسی کا مخالف بنادیا۔ اس کی وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے میں بے شمار دشواریاں پیدا ہوگئیں۔

کوئی حقیقت پسند مسلم لیگ کی قوت کو نظرانداز یا اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ مسلم لیگ کے علاوہ ملک کے دوسرے ادارے بھی ہیں جن کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی راہ عمل ان نقاط نظر کو پس پشت ڈال کر جو مجموعی حیثیت سے کانگریس سے زیادہ قوی ہیں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ان نقاط نظر کو سمجھنے اور ان کا اندازہ لگانے کے لئے پہلے ان سے واقف ہونا ضروری ہے جو لوگ صرف کانگریس کے نقطۂ نظر سے واقف ہیں وہ ہندوستان کے صرف ایک جزو سے واقف ہیں۔ وہ اپنا دل خوش کرنے کے لئے دوسرے نقاط نظر کو رجعت پسند کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس سے صورت حال کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ موجودہ صورت حال کا صحیح حل معلوم کرنے میں ہم ناکام رہے اس کی وجہ بڑی حد تک یہی لاعلمی ہے۔

مسلم لیگ کا نقطۂ نظر

ہم یہاں مسلم لیگ کا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ حال میں مسٹر جناح نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، آل انڈیا مسلم لیگ کونسل، اور کل ہندوستانی مسلم طلبہ میں تین اہم تقریریں کی ہیں۔ یہ تقریریں کانگریسی اور قوم پرست جرائد میں بہت کم شائع ہوئیں اور صوبہ واری زبانوں میں تو ان کو شائع تک نہیں کیا گیا۔ ان تقریروں میں مسٹر جناح نے وضاحت کے ساتھ مسلم لیگ کے نصب العین اور مطالبات کو بیان کیا ہے۔

مسٹر جناح کا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ "مسلمانان ہند ہر اعتبار سے ایک قوم ہیں۔ جس منطقہ میں وہ اکثریت میں ہیں وہ ان کا گھر ہے" مسٹر جناح یہ تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ متحدہ مسلمان قومی گروہ نہیں ہیں بلکہ وہ

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰) پر

مملکت ہفتہ وار

جلد (۲) | ۸ بہمن ۱۳۵۲ف شنبہ | نمبر (۲۵)

اشیاء کی گرانی اور عوام کی پریشانی

نگرانیٔ نرخ اشیاء کی کانفرنس کے مباحث اور اس کی ذیلی کمیٹیوں کی مختلف تجاویز کی اشاعت کے بعد یہ توقع کی جا رہی تھی کہ رعایا اب گرانی کے بوجھ سے زیادہ دن پریشان نہ رہے گی۔ اس کانفرنس میں تاجروں، بیوپاریوں، صارفین، ماہرین معاشیات اور ارباب حکومت نے مباحث میں آزادی کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ اور باہمی تبادلہ خیالات کے بعد بیان کیا جاتا ہے کہ کانفرنس نے نگرانیٔ نرخ اشیاء سے متعلق ایک پالیسی متعین کی تھی جیسا کہ نانسنڈ پریس کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا تھا کہ۔۔

> جب سے کہ نرخ اشیاء کا کام حیدرآباد میں شروع ہوا مختلف مفادات کے نمائندوں کو ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے عمل کو جانچنے اور قیمتوں کی نگرانی کے طریقۂ کار کو سمجھنے، اس کی دشواریوں اور خامیوں کو ظاہر کرنے اور اشیائے احتیاج کے ذخائر کے اعداد و شمار کی روشنی میں اس طریقۂ کار میں مؤثر و مفید ترمیمات کرنے کا موقع اس سے پہلے حاصل نہیں ہوا .... دیگر ضروری اشیائے احتیاج کی سربراہی کے انتظام کا ذکر کرتے ہوئے صدر کانفرنس نے کہا کہ مٹی کے تیل کی فراہمی اور سربراہی کا جو طریقہ اختیار کیا جائے گا وہ تعمیم کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ کانفرنس نے جو اہم ترین کام انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ مقامی گرنیوں کے مالکوں کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ وہ تیار شدہ معیاری پارچہ کا پانچ فیصد ملک سرکار عالی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے وقف کر دیں۔
>
> صدر کانفرنس نے عام طور پر یہ رائے ظاہر کی کہ کانفرنس کے انعقاد کے بعد سے نگرانیٔ نرخ اشیاء کا کام جس بنیاد پر انجام پائے گا وہ عوام کی راحت اور ان کی ضروریات کی تکمیل کا ضامن ہوگا۔

مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ عوام کو سہولت حاصل ہونے کے بجائے ان کی مشکلات میں آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مسلسل اعلانات کئے جا رہے ہیں کہ ملک میں اجناس کے کافی ذخائر موجود ہیں مگر بازار میں نہ تو اجناس سہولت کے ساتھ دستیاب ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی قیمتوں میں کمی ہوتی ہے۔ نفع اندوزی کا بازار ہر طرف گرم ہے اور رعایا میں پریشانی اور سراسیمگی بڑھتی جا رہی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

نفع اندوزی

سارے ہندوستان میں قیمتوں میں اضافے اور اشیائے احتیاج کی گرانی کی وجہ محض جنگ کے وہ اثرات نہیں ہیں جو ممالک یورپ میں شدت سے محسوس کئے جا رہے ہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی وجہ درمیانی منافع گیروں کی حرص و ہوس ہے۔ ہندوستان کے صنعتی اور زرعی وسائل، کارخانے اور مزدور سب کے سب مساعی جنگ کے لئے وقف نہیں کر دئے گئے ہیں اور نہ ہندوستان کا صنعتی موقف ایسا ہے کہ جنگ کی وجہ سے یہاں کے کاروبار خاص کر صنعتی کاروبار بری طرح متاثر ہوں۔ اس کے برعکس جنگ کی وجہ سے ہندوستان میں ہر طرف صنعتی چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں اب بھی مختلف اشیاء اور اجناس کے کافی ذخیرے موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ذخائر ہندوستان کو اب بھی کم از کم دو سال تک کفایت کر سکتے ہیں۔ اشیاء اور اجناس کی حد تک بالکل یہی حال حیدرآباد کا بھی ہے۔ حیدرآباد میں بجز مٹی کے تیل کے دوسری اشیاء اور اجناس کا موقف اتنا نازک نہیں تھا جتنا کہ بتلایا جا رہا تھا۔ اس واقعہ سے ہر شخص واقف ہے کہ بیوپاریوں نے نفع اندوزی کی خاطر اشیاء اور اجناس کے ذخائر کو چھپا رکھا ہے۔ رعایا پر سے گرانی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف چند مخصوص اجناس خوردنی پر نگرانی قائم کی جائے بلکہ دیگر ضروریات زندگی پر بھی اور اس کے ساتھ ساتھ ان سارے ذخائر کو بازار تک لایا جائے جو مخفی رکھے گئے ہیں۔

اشیاء کی برآمد

موجودہ گرانی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اجناس خوردنی اور دیگر اشیاء کی حیدرآباد سے کافی مقدار میں برآمد ہو رہی ہے۔ بمبئی اور دوسرے مقامات میں مختلف اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں اور اسی وجہ سے حیدرآباد کے بیوپاری مختلف اشیاء کے ذخائر کو مختلف طریقوں سے بیرون ملک منتقل کر رہے ہیں۔ اور برآمد اشیاء کا نتیجہ ہے کہ حیدرآباد کے باشندوں کو بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور گرانی کا بوجھ ان کے لئے ناقابل برداشت ہوتا جا رہا ہے۔ ساہوکاروں اور بیوپاریوں سے یہ توقع رکھنا بے سود ہے کہ وہ عوام کی پریشانی کو ملحوظ رکھ کر نفع اندوزی ترک کر دیں گے۔ اور اشیاء کی برآمد روک دیں گے۔ اس لئے حکومت کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ ملک میں اشیاء اور اجناس کے جس قدر ذخائر ہیں ان کا جائزہ لے اور ان کی برآمد کو موقوف کر دے تاکہ قیمتوں میں اضافہ نہ ہونے پائے۔ اگر مختلف اشیاء کا ملک سے باہر جانا بند کر دیا جائے تو ملک کی عام گرانی ایک حد تک قابو میں آ سکتی ہے۔ البتہ حکومت یہ کر سکتی ہے کہ وہ ملک کی زائد پیداوار کو اگر مناسب سمجھے اور ملک کے حالات اجازت دیں تو باہر بھیجنے کا انتظام کرے اور اس کے معاوضہ میں دوسری اشیاء حاصل کرے۔ اشیاء کی قیمتوں پر مؤثر نگرانی رکھنے کے لئے حسب ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) ایسی اشیاء جو سمندر پار سے آتی تھیں اور جنگ کی وجہ سے ان کی درآمد بند ہو گئی ہے ان کا جو کچھ بھی اسٹاک موجود ہے اس کو محفوظ کر لیا جائے اور ان پر اس طرح نگرانی قائم کی جائے کہ وہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے باہر نہ جا سکیں۔

(۲) ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے آنے والے اجناس اور اشیاء جن کے ذخائر حیدرآباد میں موجود ہیں ان پر کافی نگرانی رکھی جائے تاکہ یہ اشیاء بھی ملک سے باہر نہ جانے پائیں۔

(۳) ایسے اجناس جو حیدرآباد میں بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں جیسے جوار وہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کو اس شرط پر بھیجے جا سکتے ہیں کہ اس کے بدل میں دوسرے اجناس یا اشیاء جن کی حیدرآباد کو ضرورت ہے درآمد کی جائیں۔

برآمد پر کافی نگرانی رکھنے کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ اجناس خوردنی کی طرح دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں میں بھی

ناقابل برداشت اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ پارچہ کی حالت یہ ہوگئی ہے۔ حیدرآباد سے باہر پارچہ کی قیمت کافی بڑھ گئی ہے۔ حیدرآباد میں پارچہ کی مقداریں ان کی ضروریات سے کافی زیادہ تھیں لیکن پارچہ کی تجارت کرنے والوں نے بیرونی بازار گرم دیکھ کر یہاں سے کپڑا باہر روانہ کرنے لگے جس کی وجہ سے پارچہ کی قیمت میں اس قدر اضافہ ہوگیا جس کو ملک کے غریب اور متوسط طبقے کسی طرح برداشت نہیں کرسکتے۔ یہی حال دوسری اشیاء کا بھی ہے۔

نگرانی کا مقصد

اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے حکومت کا یہ فوری فرض ہے کہ ہمسایہ ممالک سے جن کی درآمد برما کے ہاتھ سے چلے جانے کے بعد سے اور ایران کے دور ہونے کی وجہ سے اب تقریباً ناممکن ہوگئی ہے باقی ہر شئی اور جنس پر موثر نگرانی قائم رکھے اور اس کو ملک سے باہر جانے نہ دے۔ بعض حلقوں کی رائے ہے کہ ملک میں گیہوں کے کافی ذخائر مخفی ہیں مگر نگرانی قائم ہونے کی وجہ سے بیوپاری ان ذخائر کو باہر نہیں لارہے ہیں اگر راشننگ قید اٹھالی جائے اور برآمد ممنوع قرار دی جائے تو گیہوں کے یہ ذخائر بازار تک آجائیں گے اور گیہوں کم قیمت پر فروخت ہوگا۔ اس رائے سے ہم متفق نہیں ہیں۔ راشننگ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مالدار اپنے خانگی استعمال کے لئے ضرورت سے زیادہ اجناس خرید کر ان کا ذخیرہ جمع کرنا شروع نہ کردیں۔ ہمارے خیال میں راشننگ کو قائم رکھتے ہوئے گیہوں کے مخفی ذخائر تلاش کرنے کے لئے دوسرے موثر طریقے اختیار کئے جائیں۔

مساعی جنگ اور اجناس کی فراہمی

فراہمی اجناس کے مسئلہ پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تجارت پر نگرانی کے بغیر قیمتوں پر نگرانی ممکن نہیں۔ قیمتوں پر کامیابی کے ساتھ نگرانی رکھنے کے لئے آزاد تجارت پر نگرانی ناگزیر ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ عام فلاح و بہبود اور خانگی نفع اندوزی میں سے کس کو ترجیح حاصل رہے۔ ضروریات کی فراہمی ایک سماجی ضرورت ہے۔ صدیوں سے اس فرض کو تاجر انجام دیتے رہے ہیں۔ جب تک تاجر اشیاء زندگی کو کاشتکار اور صناع سے لے کر صرف کرنے والوں تک پہونچاتے ہیں وہ اپنی خدمات کا معاوضہ پانے کے مستحق ہیں۔ اور یہی معاوضہ ایک تاجر کا جائز منافع ہوسکتا ہے۔ یہ اس کی خدمات کی اجرت ہے جو اس کی محنت کی مناسبت سے ملنی چاہئے۔ لیکن اگر تجارت کی آزادی بجائے اس کے نفع اندوزی کی آزادی حاصل ہوجائے تو وہ ایک لوٹ کہلاتی ہے۔ اور بتدریج آزاد تجارت عام لوٹ کا ذریعہ بن جاتی ہے اور تاجر بجائے اس کے کہ اشیاء زندگی کو صارفین تک پہونچائے اپنے اس کے ذریعہ نفع اندوزی شروع کردیتا ہے۔ ایسی صورت میں تاجروں کے احتکار کی عمل پر اعتماد کرنا [illegible] ہے۔ گزشتہ تین سال کے دوران میں ہندوستان میں ایسی صورتیں پیدا ہوتی رہی ہیں اور دوران جنگ میں ہر ملک کو ایسی صورتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے یا تو انگلستان کی طرح سخت انسدادی تدابیر اختیار کی جائیں یا صارفین تک اشیاء کو پہونچانے کے دوسرے طریقے اختیار کئے جائیں۔ غالباً اسی خیال کے تحت حکومت سرکار عالی نے غلہ کی سرکاری دوکانیں قائم کی تھیں مگر ان سے وہ نتائج حاصل نہیں ہوئے جن کی توقع کی جارہی تھی۔ اشیاء کی قیمتوں میں اس وقت کمی واقع ہوتی ہے جبکہ بازار میں مسابقت ہو۔ سرکاری دوکانیں مسابقت کے جذبہ کے تحت قائم نہیں کی گئیں۔ ان دوکانوں کے کاروبار میں دفتریت سرایت کرگئی۔ اگر سرکاری دوکانیں اوقات دفاتر کی طرح چند گھنٹے کھلی رہیں تو وہ دوسرے تاجروں سے مسابقت نہیں کرسکتیں اور قیمتوں کے اضافہ کو نہیں روک سکتیں۔ ماہرین معاشیات نے ایک دوسرا طریقہ یہ تجویز کیا ہے کہ صارفین کی انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ غلہ فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ مگر ہمارے ملک کے حالات کے لحاظ سے ایسی تجویز کا روبہ عمل آنا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔ موجودہ حالات میں ضرورت اس کی ہے کہ اجناس کے پوشیدہ ذخائر کی تلاش کی جائے اجناس اور اشیاء کی برآمد کو روک دیا جائے، سرکاری دوکانوں کی تعداد میں کافی اضافہ کرکے ان کو کاروباری اصول پر چلایا جائے اور نفع اندوزی کو روکنے کے لئے سخت ترین تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہ امر ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ فراہمی اجناس کے مسئلہ پر سیاسی پس منظر سے ہٹا کر غور کرنا ایک غلطی ہے۔ مساعی جنگ میں سب سے پہلی جگہ فراہمی اجناس کے مسئلہ کو دی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بیرونی خطرے سے پہلے اندرونی خطرہ شدید صورت اختیار کرسکتا ہے۔

---

۲ جو جنگی ضروریات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی صنعتوں کو ابھارنے کے لئے عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان سے ایک طرف تو جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے میں مدد ملے گی اور دوسری طرف اس ریاست کی صنعتی ترقی کا مقصد پورا ہوگا۔ صنعتی ترقی کے منصوبے کو عمل میں مزدوروں کو جو اہمیت حاصل ہے اسے حکومت نے ہر وقت ملحوظ رکھا ہے چنانچہ اسی اثنا میں مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی جانب سے قوانین بھی وضع کئے گئے ہیں۔ چند صورتوں میں جو حال ہی میں پیش آئی ہیں حکومت نے خانگی کاروبار سے تعلق رکھنے والے مزدوروں کے تنازعات میں بھی مداخلت کی تاکہ مزدوروں کی معقول شکایتیں رفع ہوجائیں۔ اس کے علاوہ "حکم تنازعات تجارتی" میں مصالحت کی جو گنجائش رکھی گئی ہے اس سے بھی بعض دوسرے تنازعات میں استفادہ کیا گیا۔ تاہم فرض ہے کہ مزدوروں کے نمائندوں کو ان کی ضروریات کی بابت کسی حقیقت پسندانہ یا معقول نقطہ نظر اختیار کرنے کی ترغیب دینے میں نہ پہلا طریقہ موثر ہوسکا اور نہ دوسرا۔ ممکن کہ وجہ یہ ہو کہ اس ریاست کی بعض ایسی صنعتوں کو جو ابھی ابتدائی منزل میں ہیں مسدود کردینا پڑا۔ اس طرح ایک طرف تو متعلقہ مزدوروں کا نقصان ہوا کیونکہ وہ اپنے روزگار [illegible]

بقیہ صفحہ ۱۰ پر

ضروری خدمات میں خلل اندازی

پریس نوٹ

حکومت سرکار عالی نے ہمیشہ ممالک محروسہ میں مزدوروں کے حالات کے ساتھ توجہ اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے جس کے وہ مستحق ہیں اور گزشتہ کچھ زمانے سے تو ان مسائل کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے جو ان سے متعلق ہیں۔

جہاں تک ریلوے کے مزدوروں کا تعلق ہے ان کے پیش کردہ مطالبے ایک ایسی تحقیقاتی کمیٹی کا موضوع ہے جسے نظم و نسق ریلوے سے کوئی تعلق نہ تھا اور جس کے صدر جناب صدر المہام بہادر عدالت تھے اور جس میں ایک پروفیسر اور سینئر [illegible] کے رکن تھے۔ تحقیقات کے نتائج اور ان سے متعلقہ حکومت کے فیصلوں کی بابت پبلک کو تفصیلی طور پر اطلاع دی جاچکی ہے۔ بعض صورتوں میں تو حکومت تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات سے بھی آگے بڑھ گئی جس کی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف تو حکومت کو مزدوروں کے ساتھ ہمدردی تھی اور دوسری طرف مفاد عامہ کی خاطر اس کی یہ کوشش تھی کہ حتی الوسع مشکلات کو حل کیا جائے خاص کر ایسے زمانے میں جبکہ "ضروری خدمات" میں خلل اندازی واقع ہونے سے جنگی مساعی اور رسل و رسائل کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔ توقع تھی کہ یہ طرز عمل بہ نظر استحسان دیکھا جائے گا مگر اس کے برعکس ریلوے مزدوروں کی بعض تنظیموں کی طرف سے ہڑتالوں کے نوٹس دئے گئے بلکہ ریلوے کے متعدد اہم شعبوں میں "سٹ ڈاؤن" قسم کی یعنی کام چھوڑ کر بیٹھ جانے کی ہڑتالیں حقیقتاً وقوع پذیر ہوئیں۔ ملازمین ریلوے کی انجمن کے لیڈروں پر یہ بات اچھی طرح واضح کردی گئی تھی کہ قاعدہ نمبر (۴۳) (الف) تحفظ مملکت محروسہ سرکار عالی کے تحت جو "حکم تنازعات تجارتی" جاری کیا گیا ہے اس سے "ضروری خدمات کی برقراری" کے متعلقہ دستور العمل کی وہ شرائط قطعاً زائل نہیں ہوئی ہیں جن کی رو سے کوئی غیر معقول ہڑتال یا احکام کی نافرمانی جرم قرار پاتی ہے۔ نیز یہ بھی بتادیا گیا تھا کہ حکومت نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ وہ دستور العمل کو نافذ کرے گی اور ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھے گی کہ جو مزدور "ضروری خدمات" کی انجام دہی کے لئے مامور ہوں ان کے ساتھ ہر ممکن طریقہ سے مناسب برتاؤ کریں۔ اس کے باوجود تحقیقاتی کمیٹی اور حکومت کے فیصلوں سے متعلق رپورٹ شائع ہونے کے بعد ان لیڈروں نے جنرل ہڑتال سے گریز کرتے وقت بھی صرف اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں کی اور ریلوے کے مزدوروں میں نظم و ضبط کے خلاف جو اسپرٹ پیدا ہوگئی تھی اس کی مخالفت کی بجائے دوسری متعلقہ مزدوروں میں بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک عام ریلوے ہڑتال کا [illegible] چونکہ حکومت کی ان کوششوں سے واقف ہے ہم

سکہ عثمانیہ کی شرح تبادلہ کا استحکام

حکومت سرکار عالی کی جانب سے جدید معیاروں کا تعین

جیسا کہ صدرالمہام بہادر مالیات نے اپنے موازنہ بابت ۱۳۵۲ ف میں اشارتاً ذکر فرمایا تھا حکومت سرکار عالی کے صیغہ مالیات نے سکہ عثمانیہ اور سکہ کلدار کی شرح مبادلہ کو مستحکم کرنے اور اتار چڑھاؤ کی گنجائش میں ممکنہ حد تک کمی کرنے کے مسئلہ پر کرغور کیا اور ایک جریدہ غیر معمولی کے ذریعہ مندرجہ ذیل حکم عالی بحکم میں شائع ہوا ہے۔

درشنی ہنڈیوں کی شرح

حکومت سرکار عالی کے ایک حکم کے بموجب جو عثمانیہ اور کلدار کرنسیوں کے مبادلے سے متعلق ہے حکومت کی جانب سے تا حکم ثانی (الف) حیدرآباد میں اسرکھ فلنت مدار کے کرنسی نوٹس اور بمبئی کی معتبر درشنی ہنڈیوں کے معاوضے میں سکہ عثمانیہ بحساب ایک سو سولہ روپے معادل یکصد روپے سکہ کلدار ادا کیا جائے گا۔ (ب) ہنڈیاں بحساب ایک سو سترہ روپے سکہ عثمانیہ معادل یکصد روپے سکہ کلدار جاری کی جائیں گی۔

شرح تبادلہ:-

سرکاری جریدہ میں شائع شدہ ایک اور حکم کے بموجب تمام خزائن اضلاع و تحصیلات ممالک محروسہ سرکار عالی میں تا حکم ثانی جملہ تبادلجات کے لئے شرح تبادلہ یکصد روپے سکہ کلدار معادل ایک سو پندرہ روپے چودہ آنے سکہ عثمانیہ مقرر کر دی گئی ہے۔ تمام خزائن اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی میں سکہ کلدار کے جو نوٹ اور سکہ عثمانیہ میں اسی شرح سے عمل میں آئے گا۔ جملہ خزائن تحصیل میں تبادلہ سکہ کلدار بسکہ عثمانیہ کے ہر انفرادی مطالبے کی پابجائی جہاں تک ممکن ہو دو ہزار روپے کلدار کی حد تک کی جائے گی اور اس سے زائد مطالبات کی صورت میں ایک ہفتہ قبل اطلاع دی جانی ضروری ہوگی۔ البتہ خزائن عادل آباد، منبر، اسحاق پور، جالنہ، کنسٹر، چپن، یادگیر، دیورگ، مرتضی کرشنگی اور مند صوبہ اس سے مستثنٰی ہوں گے۔ سکہ عثمانیہ کے معاوضے میں سکہ کلدار کی اجرائی خزائن ممالک محروسہ سرکار عالی سے عمل میں نہیں آئے گی۔

مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کی گنجائش میں کمی۔

مندرجہ بالا حکم کے نفاذ سے حکومت نے اپنی اسامی میں ایک اور اہم قدم اٹھایا ہے جس کی بدولت مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کی گنجائش اس حد تک کم کی گئی ہے کہ تغیرات شرح مبادلہ ملک کی ضروریات اور منشا کے حسب حال ہوں اور بحیثیت مجموعی پبلک مفاد کے مطابق ہوں گے۔ اصلی غایت یہ ہے کہ تغیرات شرح کی حدود کو رفتہ رفتہ حتی الوسع معیار شرح کے قریب کیا جائے۔

سابقہ تدابیر

یہ یاد رہے کہ حکومت سرکار عالی کئی سال سے ایسی متعدد تدبیریں اختیار کرتی چلی آئی ہے جن سے ایک تو سکہ عثمانیہ کی کرنسی پر پبلک کا اعتماد پیدا ہو اور دوسری طرف ممالک محروسہ کے باشندوں میں بنک کاری اور سرمایہ کاری کی عادت نشو و نما پائے۔ اس مقصد کے مدنظر ۱۳۳۲ف میں مبادلے کے اوّل اور ہشتم حدود کو (۰-۱۲-۱۱۴) روپے اور (۱۱۹) روپے سے ترتیب وار (۰-۱۰-۱۱۵) روپے اور (۰-۱۲-۱۱۰) روپے تک لایا گیا۔ اس کے سوا اس غرض کے تحت دوسری تدبیر جو اختیار کی گئی وہ یہ تھی کہ حکومت نے ایشٹ ریلوے کے فاضل وصولات کو جو سکہ حالی میں ہوتے تھے اپنے مطالبات کی ادائی میں قبول کیا اور بیرون حیدرآباد میں ادائی کے لئے مبادلہ کی اوسط شرح فروخت پر سکہ کلدار کی کرنسی فراہم کی۔ تیسری تدبیر یہ تھی کہ ممالک محروسہ میں متعدد مقاموں پر سنٹرل بنک کی شاخیں اس غرض سے کھولی گئیں کہ ان کے ہاں اندرونی کاروبار میں سکہ عثمانیہ کی کرنسی استعمال ہو۔

تدابیر کا نتیجہ۔

ان تمام تدبیروں کا ایک راست نتیجہ یہ ہوا کہ مبادلہ کی جو شرح کپاس کے موسم میں (۰-۱۲-۱۱۴) روپے تک نیچے آنے کے بعد اگست یا ستمبر میں (۱۱۹) روپے تک بڑھ جایا کرتی تھی وہ اب اتار چڑھاؤ کے ایسے حدود کے اندر آگئی ہے جو نسبتاً بہت زیادہ تنگ ہیں اور اسی طرح وہ معیاری شرح سے بہت قریب ہو گئی ہے۔

اسٹیٹ بنک کا فرض۔

سکہ عثمانیہ کے روپے کی بیرونی قدر کو مستحکم رکھنے کا فرض اب حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے تفویض کیا گیا ہے۔ اس غرض کے لئے بنک پر لازمی ہے کہ وہ حکومت کی مقرر کردہ حدود کے اندر کلدار روپیوں کی خرید و فروخت کرے۔ حیدرآباد میں کلدار روپیوں کی خرید کا یہ طریقہ ساہوکاروں اور تاجروں کے واسطے موجب سہولت ہوگا کیونکہ وہ اس کی بدولت اپنے سرمایوں کو برطانوی ہند کے اہم کاروباری مرکز سے حیدرآباد کو ایسے زمانے میں بآسانی منتقل کر سکیں گے جب کہ بالعموم حیدرآباد کی طرف ترسیل زر کی شدید ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نیز یہ طریقہ حیدرآباد کے بازار زر کی موسمی مالی دقتوں میں بھی سہولت پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

طریقہ کار کا فرق۔

یہ امر قابل دلچسپی ہے کہ مبادلہ کو مستحکم رکھنے کا یہ طریقہ کار برطانوی ہند کے طریقے کے مقابل بے فرق بہت کچھ ریزرو بنک آف انڈیا پر واجب ہے کہ وہ شرکیہ بہت بنکوں سے ہر ہفتے اسٹرلنگ خرید کر کے حکومت ہند کی ضروریات مبادلہ کو پورا کرے۔ اس کے برعکس حیدرآباد اسٹیٹ بنک پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ یہاں حکومت کی لین دین صرف کلدار روپیوں کی خرید و فروخت عمل میں آتی ہے اس طرح حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے تعاون کے ساتھ حکومت سرکار عالی اس قابل ہے کہ (۱۱۶) روپے اور (۱۱۶) روپے کے موجودہ تقرر ثانی شدہ حدود کے اندر ممالک محروسہ کی کامل ضروریات مبادلہ کو پورا کر سکے۔

اعلامیہ معاشی کمیٹی

پانچویں معاشی کانفرنس ممالک محروسہ سرکار عالی

پانچویں معاشی کانفرنس بدوران تعطیلات ماہ اسفندار ۱۳۵۲ ف کے پہلے ہفتہ میں منعقد کی جارہی ہے۔ جس میں حسب ذیل مباحث پر مقالہ جات پڑھے جائیں گے۔

۱- حیدرآباد میں محاصل اندازی کا مسئلہ

۲- حکومت اور زمانہ جنگ کے معاشی مسائل۔

۳- کاشتکار اور زمانہ جنگ کے اثرات۔

۴- حیدرآباد میں صنعتی سرمایہ کا مسئلہ

جو اصحاب کانفرنس میں حسب بالا مباحث سے متعلق اپنا مقالہ پڑھنا چاہتے ہیں ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے قبل از قبل مطلع فرمائیں گے۔ نیز ۲۰ بہمن ۱۳۵۲ ف تک مقالہ قلمبند فرما کر دفتر معاشی کمیٹی کو روانہ کریں گے۔ کوئی مقالہ (۱۰) صفحے سے زائد صفحات پر مشتمل نہ ہوگا۔

کانفرنس کے افتتاح اور صدارت کی بابت اعلان متعاقب کیا جائے گا

اشتہار حاضری

اشتہار حاضری علیہ مرتبہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی [illegible] مقدمہ نمبر [illegible] متعلقہ [illegible] ضلع [illegible] واقع ۲۸ [illegible] بإجلاس [illegible] شنکر [illegible] صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی منصف [illegible]

مدعی	بنام	مدعا علیہ
کیشو راؤ وغیرہ	دعوے	نارائن راؤ

دلا پانے [illegible] روپیہ

بنام نارائن راؤ ولد بالاجی راؤ [illegible] سالہ پیشہ زراعت ساکن [illegible] تعلقہ [illegible] ہرگاہ مدعی نے بخلاف تمہارے دعویٰ عدالت ہذا میں دائر کیا ہے اور تمہارے نام پر متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے رپورٹ تعمیل کنندہ سے ظاہر ہوا کہ تمہارا پتہ نہیں چلا اور سمن کی تعمیل سے گریز کر رہے ہو اس لئے اب بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم تاریخ [illegible] بوقت [illegible] بجے دن بمقام [illegible] عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کرو بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ [illegible] میرے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط

محمد [illegible]	دستخط
سررشتہ دار [illegible]	[illegible]

ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف فرقہ جات

مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۵۰ف

۱۔ دوسرے ممالک میں آبادی کی تقسیم بلحاظ نسل کی جاتی ہے۔ ان انفرادی گروہ کے خصوصیات اور ان اسباب کا پتہ چلایا جاتا ہے۔ جو ان کی معاشی زندگی اور عددی اضافہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ان امور کی دریافت آبادی کی مذہبی طبقہ بندی کے ذریعہ کی جاتی رہی۔ ایک عرصہ دراز سے مذہب ہم عقیدہ افراد کے لئے باعث یگانگت اور مختلف العقائد کے درمیان وجہ امتیاز بنا ہوا ہے۔ اور حالیہ زمانہ میں مذہبی اور نسلی دونوں قسم کی تقسیم باہمی تنفر و کشیدگی تعلقات کی شکل اختیار کرنے لگی۔ اس قسم کی بدنمائیوں کے انسداد کے لئے اس مرتبہ سلطنت آصفیہ میں اس امر کی کوشش کی گئی کہ آبادی کو بلحاظ فرقہ نہ کہ بلحاظ مذہب تقسیم کیا جائے۔

۲۔ چنانچہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی جملہ آبادی ۱،۶۳،۳۸،۵۳۴ کو حسب صراحت ذیل بارہ فرقوں میں ترتیب دیا گیا ہے۔

نشان سلسلہ	فرقہ	تعداد نفوس	تفاوت بمقابلہ سنہ ۱۳۴۰ف	فیصد تناسب بہ آبادی سنہ ۱۳۵۰ف
۱	برہمن ہندو	۲،۹۳،۶۹۹	- ۳ر۶	۱ر۸
۲	دیگر ہندو	۹۱،۷۱،۳۱۸	+ ۱۵ر۶	۵۶ر۱
۳	ویراشیوا (لنگایت)	۸،۰۶،۰۹۵	+ ۲۱ر۲	۵ر۰
۴	ہریجن	۲۹،۲۸،۰۴۰	+ ۱۸ر۳	۱۸ر۰
۵	آریہ	۳۰،۹۰۰	+ ۱۰۰۵ر۴	۰ر۲
۶	مسلم	۲۰،۹۷،۴۷۵	+ ۲۲ر۶	۱۲ر۸
۷	عیسائی	۲،۲۰،۳۴۴	+ ۴۵ر۹	۱ر۳
۸	جین	۲۳،۸۰۳	+ ۱۵ر۴	۰ر۲
۹	سکھ	۵،۳۳۰	+ ۲۶ر۹	۰ر۰۳
۱۰	پارسی	۱،۹۶۴	+ ۱۰ر۷	۰ر۰۱
۱۱	اقوام قدیم	۶،۷۸،۱۴۹	+ ۲۴ر۳	۴ر۲
۱۲	دیگر	۶۴۰	+ ۱۲۵ر۲	۰ر۰۰
	جملہ	۱،۶۳،۳۸،۵۳۴	+ ۱۳ر۲	۱۰۰ر۰

۳۔ سنہ ۱۳۴۰ف کے مقابلہ میں جملہ آبادی ۱۹،۰۲،۰۴۸ نفوس کی حد تک یا ۱۳ر۲ فیصد بڑھ گئی ہے۔ دس سالہ مدت کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اضافہ قدرتی کہلایا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ ذکور و اناث ہر دو جنس کا فیصد اضافہ مساوی رہا۔ ہر ایک فرقہ سے متعلق چند جزئیات درج ذیل ہیں۔

۴۔ برہمن ہندو

چند خاص مقامات جیسے شہر حیدرآباد، اضلاع ورنگل و باغات میں اس فرقہ کی تعداد میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے لیکن بحیثیت مجموعی یہی ایک ایسا فرقہ ہے جس کی آبادی میں بمقابل سنہ ۱۳۴۰ف ۳ر۶ فیصد کمی واقع ہوئی۔ اس تخفیف کا ایک اہم سبب یہ ہوسکتا ہے کہ حالیہ مردم شماری میں اس فرقہ کے افراد نے مذہبی تحریکوں اور بعض شخصوں کے باعث خود کو دوسرے فرقوں مثلاً آریہ، آریہ ہندو، مسلم وغیرہ سے متعلق کرلیا ہو۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
	۲،۹۳،۶۹۹	۳،۰۴،۶۹۰	- ۳ر۶
ذکور	۱،۴۸،۶۷۴	۱،۴۹،۹۵۳	- ۱ر۷
اناث	۱،۴۵،۰۲۵	۱،۴۸،۷۲۷	+ ۰ر۱۳

اس فرقہ کے جنسی اعداد کا تناسب دلچسپ ہے۔ مثلاً اناث میں بہ نسبت ذکور کے اناث کی تعداد زیادہ ہے۔ اس فرقہ کی افزائش کا دار و مدار تبلیغ مذہب پر نہیں بلکہ صرف توالد و تناسل پر ہے۔ یہ فرقہ خود کو بحیثیت انسان دیگر غیر برہمنی ہندوؤں سے برتر و بالا تصور کرتا ہے۔ مذہبی پیشوائی کو اپنا واحد فطری فریضہ قرار دیکر اس نے تعلیم کو اپنے سے مختص کر لیا جس کی وجہ سے سرکاری ملازمتوں اور قانونی پیشوں وغیرہ جیسے زندگی کے اعلیٰ شعبوں میں ان کی تعداد غالب ہے۔

۵۔ دیگر ہندو

اس فرقہ میں وہ تمام ہندو شامل ہیں جو برہمن ہندو کی مذہبی پیشوائی کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے کمتر درجہ معاشرت اور کمتر مذہبی مدارج کے حامل ہیں۔ ان کی تعداد جملہ آبادی کا ۵۶ر۱ فیصد ہے۔ اور گذشتہ تعداد کے مقابلہ میں ۱۵ر۶ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۹۱،۷۱،۳۱۸	۷۹،۳۴،۳۰۸	+ ۱۵ر۶
ذکور	۴۶،۸۹،۲۱۷	۴۰،۵۲،۵۲۳	+ ۱۵ر۷
اناث	۴۴،۸۲،۱۰۱	۳۸،۸۱،۸۵۵	+ ۱۵ر۴

۶۔ ویراشیوا (لنگایت)

سنہ ۱۳۴۰ف میں اس فرقہ کو مد تختہ نمبر (۴) (مذاہب) میں علحدہ نہیں بتلایا گیا تھا بلکہ برہمن ہندو فرقہ میں ان کے اعداد شریک تھے۔ البتہ اہم فرقوں کی ضلعوار تقسیم میں ان کے تفصیلی اعداد ظاہر کئے گئے تھے۔

بحیثیت مجموعی ویراشیوا فرقہ میں ۲۱ر۲ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ جو مساوی طور پر منقسم نہیں ہے۔ ضمناً اس کا اظہار کیا جاسکتا ہے کہ جن اضلاع میں اس فرقہ کے اعداد غیر معمولی طور پر کم ہوگئے ہیں وہاں "دیگر ہندو" اور "ہریجن" فرقوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ پایا جاتا ہے۔

طبقہ "ہریجن" میں اکثر ایسے افراد بھی ہیں جو لنگایت اصنام کی پرستش کرتے ہیں لیکن ان کو بموجب اصول "ہریجن" فرقہ ہی میں شریک کیا گیا ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۸،۰۶،۰۹۵	۶،۶۴،۸۸۸	+ ۲۱ر۲
ذکور	۴،۱۰،۲۰۰	۳،۳۷،۶۰۳	+ ۲۱ر۴
اناث	۳،۹۵،۸۹۵	۳،۲۷،۲۸۵	+ ۲۱ر۰

۷۔ آریہ

سنہ ۱۳۴۰ف میں اس فرقہ کی تعداد ۳،۰۰۰ تھی۔ اور اب ۳۰،۹۰۰ ہوگئی ہے جس کی وجہ سے فیصد اضافہ کے اعداد غیر معمولی طور پر بڑھ کر ۱۰۰۵ر۴ ہوگئے ہیں۔ اس کا شمار ان فرقوں میں ہوتا ہے جن کی تقسیم نہایت درجہ غیر مساوی ہے۔ جہاں بیدر میں ان کی تعداد بلحاظ اعداد ۱۰،۵۸۳ ہے وہاں ضلع باغات میں صرف ۲۴ نفوس پائے جاتے ہیں۔ بیدر، عثمان آباد، گلبرگہ میں علی الترتیب ان کی کثرت پائی جاتی ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۳۰،۹۰۰	۲،۸۰۰	+ ۱۰۰۵ر۴
ذکور	۱۷،۵۳۰	۱،۶۹۲	+ ۱۰۳۵ر۶
اناث	۱۳،۳۷۰	۱،۱۰۴	+ ۹۶۳ر۷

۸۔ ہریجن

ان کی تعداد میں ۱۸ر۳ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ عادل آباد میں سب سے زیادہ ۳۷ر۶ فیصد اور ضلع میدک میں سب سے کم ۴ر۳ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ عادل آباد میں اس اضافہ کی وجہ مختلف کاموں کے تعمیری نو آبادی کی زیر تکمیل اسکیم

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱ پر)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی منکر سے یہ دریافت کیا گیا کہ کسی بڑے وکیل کو نقصان پہونچانے کا ایسا طریقہ بتائیے جس سے نقصان پہونچانے والا قانونی گرفت میں نہ آسکے۔ منکر نے جواب دیا کہ اس وکیل کے متعلق یہ خبر اڑا دی جائے کہ وہ کسی بڑی عدالت کا جج بننے والا ہے۔ اس خبر کی اشاعت کے بعد اس کا مروجہ کاروبار خود گھٹ جائے گا۔

ایک صاحب نے جو مجلس اتحاد المسلمین کے رکن نہیں ہیں مگر صحیح یا غلط طور پر اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں یہ تحریر کیا ہے کہ:-

مجلس کے ارباب حل و عقد نے آئندہ جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں ذیلی مجالس کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا ہے اور اس میں کارکنان مجلس سے یہ دریافت کیا ہے کہ مجلس کا تعمیری پروگرام کیا ہو؟ اگر مجلس کے آگے کوئی تعمیری پروگرام نہیں تھا تو وہ اب تک کس پروگرام پر عمل کر رہی تھی؟"

کسی ادارہ کو قائم رکھنے کے لئے تعمیری پروگرام ضروری نہیں۔ جب تعمیری پروگرام نہیں ہوتا تو وہ تخریبی پروگرام پر عمل کرسکتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ (۲½) سال سے مجلس کے کارکن (۲½) افراد کی تخریب میں مصروف ہیں۔ جب اس شغل سے فرصت ملے گی تعمیری پروگرام مرتب کیا جائے۔ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

گھوڑ دوڑ کے شوقین عوام نے حکومت مدراس سے یہ خواہش کی کہ ریس کلب مدراس کے قریب دیوار میں کثرت سے پناہ گاہیں تیار کی جائیں تاکہ ہوائی حملہ کے وقت ایک بڑا مجمع پناہ لے سکے لیکن حکومت مدراس نے یہ کہکر ان کی خواہش رد کردی کہ وہ لوگ جو گھوڑ دوڑ میں شرکت کرتے ہیں وہ اپنی ذمہ داری پر کرتے ہیں۔ (ایک خبر)

عوام کی خواہش اس لئے بجا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا شوق بھی پورا ہو اور جان بھی بچے۔ حکومت کا انکار بھی اس لئے درست ہے کہ جب گھوڑے میدان میں دوڑتے رہیں گے تو اصطبل پناہ گاہ کا کام دے سکتے ہیں۔ پھر روپیہ کیوں صرف کیا جائے؟

ابھی تک ہماری اس شکایت کا کوئی جواب کسی گوشہ سے بھی نہیں ملا ہے کہ مرفہ نیزی مزدوری جس جس پر ممالک محروسہ کی غریب رعایا کی زندگی کا دارومدار ہے برآمد کی جارہی ہے اور نہ صرف بلا اجازت اور خفیہ طور پر برآمد کی جارہی ہے بلکہ سرکاری اجازت ناموں کے تحت بھی برآمد کی جارہی ہے۔ ہم نے مجلس نگرانی اشیاء کے غیر سرکاری ارکان کو اس معاملہ میں تمام طور پر مخاطب کیا تھا لیکن "مل تاریکی" کی طرح "مل خاموشی" کا اثر بھی قیمت گھر معلوم ہوتا ہے۔ سرکاری حلقوں میں اس مسئلہ کے متعلق جو اطمینان بخش تصریحات پیش کی جاتی ہیں وہ ابھی تک ہمارے لئے اطمینان بخش نہیں ہیں۔ (پیام)

ہم تو سرکاری حلقوں کی تصریحات سے زیادہ غیر سرکاری بیانات سے مطمئن ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ مجلس نگرانی نرخ اشیاء کے غیر سرکاری رکن مولوی مقصود احمد خاں صاحب نے "مل خاموشی" کو برخواست کرکے "دکن نیوز" کو ابھی حال میں ایک غیر سرکاری بیان دیا ہے جس کو لوگ غلطی سے سرکاری بیان سمجھ رہے ہیں۔ اس بیان میں صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ:-

"میں آئندہ کسی موقع پر آبدال کے واقعات اور ہمارے بیوپاری کی بدظنی کے اسباب پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا جس سے پبلک کو حقیقت معلوم ہوسکے گی"

ہماری اطلاع ہے کہ اس وعدے سے عوام کے قلوب کو سکون حاصل ہوگیا مگر بعد سے ہنوز سکون سے محروم ہیں۔

ریلوے یونین کی مرکزی کونسل کا اجلاس جمعہ کی شام کو منعقد ہوا جس میں تحقیقاتی کمیٹی کے تجزیہ کے متعلق مذمتی ریزولیشن منظور ہوا جس کا آخری جزو یہ ہے:-

"کمیٹی انتہائی مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے محسوس کرتی ہے کہ صورت حال کے بہتر ہونے کے بجائے بدتر ہونے کا اندیشہ ہے۔ مزدوروں نے روٹی کا مطالبہ کیا تھا اس بحث کے طویل انتظار کے بعد انہیں اس کے بجائے پتھر ملے"

روٹی کے بجائے پتھر تو نہیں ملے البتہ روٹی میں کچھ کنکر ضرور شامل ہیں مگر اس کی ذمہ داری آٹے کی گرانی کے ذمہ داروں یا مزدوروں کے نمائندوں پر عائد ہوتی ہے۔

"دکن نیوز" کی اطلاع ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین کی ایک قرارداد کے مطابق ادارہ ترک سینما بینی کا قیام عمل میں آیا ہے۔

ملت اسلامیہ کی واحد نمائندہ جماعت ترک سینما بینی کا ادارہ قائم کرتی ہے اور ملت اسلامیہ کا واحد نمائندہ اخبار سینما بینی کی ترغیب کے لئے سینما کے جاذب نظر اشتہارات شائع کرتا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر ملت اسلامیہ کی ترقی نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ حکومت کی مشنری میں ضرور کوئی خرابی ہے۔

اخبارات کے چند اشتہارات ملاحظہ ہوں:-

(۱) ضرورت ہے ایک بی۔ایس۔سی کی جس نے کسی صنعتی کمپنی میں کام کیا ہو۔ تنخواہ ماہانہ پچاس روپے دیکجائیگی۔

(۲) ضرورت ہے ایک بی۔اے کی جس کو سنٹ کا نمونہ کے کاموں کا تجربہ ہو ابتدائی تنخواہ (۵۰) روپے دیجائیگی۔

(۳) ضرورت ہے ایک گرایجویٹ معلم کی جس کو پڑھانے کا کافی تجربہ ہو وہی درخواست روانہ کرے۔ مشاہرہ ماہانہ تیس روپے۔

(۴) ضرورت ہے کہ ایک گورنس کی جو ہمارے مقام پر بچوں کے ساتھ رہے۔ رہائش اور خوراک کے علاوہ ماہانہ ایک سو پچاس روپے دئے جائیں گے۔

(۵) ضرورت ہے ایک موٹر ڈرائیور کی جو تھوڑی بہت میکانزم سے بھی واقف ہو جس کو رہائش اور خوراک کے علاوہ ایک سو پچاس روپے دئے جائیں گے۔

دیکھا آپ نے جامعات کے اسناد کی بازار میں کیا قیمت ہے؟ سچ کہا تھا مولانا حالی مرحوم نے سے

پڑھتے تو سو طرح کمانے کھا کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

ایک جانب یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ چلاون کے لئے کافی نقدی سکہ اور چلر موجود ہے۔ ممکن ہے کہ لوگ نقروی سکہ کا ذخیرہ کر رہے ہوں لیکن چلر اور خوردہ کے چلاون میں کوئی دشواری لاحق نہ ہونی چاہیئے۔ اگر لوگ چلر اور خوردہ کا بھی ذخیرہ کر رہے ہیں تو بذریعہ قانون اس کا سدباب ہونا چاہیئے۔ (مسٹر نرسنگ راؤ)

یہ شبہ درست ہے کہ لوگ چلر اور خوردہ کا ذخیرہ کر رہے ہیں۔ مگر لوگ سے مراد ساہوکار نہیں۔ اس لئے اگر کوئی قانون نافذ کیا گیا تو ساہوکاروں کو اس سے مستثنیٰ قرار دینا چاہیئے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف فرقہ جات مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۵۰ف

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۵)

بہ کیفیت آصف آباد، بیڑ، کی تعمیر اور ... کی کان کا وجود ہے۔ جن کی بدولت مزدوروں کے ہجوم فراہم ہوئے ہیں۔ عددی برتری کے لحاظ سے نلگنڈہ، محبوب نگر، کریم نگر اور گلبرگہ پیش پیش رہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۲۹,۲۰,۰۳۰	۲۴,۴۰,۳۳۰	+ ۱۸.۳
ذکور	۱۴,۸۶,۲۲۱	۱۲,۱۹,۷۵۱	+ ۱۸.۶
اناث	۱۴,۳۳,۸۰۹	۱۲,۲۰,۵۷۹	+ ۱۸.۱

۹۔ مسلم۔

مسلم آبادی میں عام طور پر اضافہ ہوا ہے۔ جو میدک میں ۱۴.۵ فیصد سے لے کر بلدہ حیدرآباد میں ۴۰.۹ فیصد تک ہے۔ اس فرقہ کی آبادی کا نصف سے زائد حصہ شہر حیدرآباد اور اضلاع ورنگل، اورنگ آباد، پربھنی، گلبرگہ، رائچور و بیدر میں آباد ہے۔ ممالک محروسہ کے لئے اس فرقہ کی آبادی میں ۳۲.۷ فیصد کا اضافہ ہوا جو ممالک محروسہ کے اوسط سے کافی زائد ہے۔ اس کا اہم سبب یہ ہے کہ اس فرقہ کے افراد سے کوتہ خیالی اور تنگ نظری دور ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس بار پردہ نشین مستورات نے بھی اپنے نام، عمر اور بلا خوف بد نظری اپنی اولاد کی تعداد اور عمر کے اظہار میں پس و پیش نہیں کیا۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۲۰,۹۷,۴۷۵	۱۵,۳۴,۶۶۶	+ ۳۶.۷
ذکور	۱۰,۸۰,۲۶۵	۸,۰۱,۴۳۵	+ ۳۰.۵
اناث	۱۰,۱۷,۲۱۰	۷,۳۳,۲۳۱	+ ۳۷.۷

۱۰۔ عیسائی۔

میدک اور ناندیڑ کے سوا باقی تمام اضلاع میں اس فرقہ کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ بعض مقامات جیسے بیڑ، عثمان آباد، بالگھاٹ، رائچور، بیدر و عادل آباد میں غیر معمولی اضافہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ فرقہ "آریہ" اور "دیگر فرقوں" کے بعد بلحاظ فیصد اضافہ ۳۵ اس فرقہ کا درجہ تیسرا قرار پاتا ہے۔ حالیہ مردم شماری میں ۲,۲۰,۳۶۳ عیسائیوں کے منجملہ ۲,۷۴۴ غیر ہندوستانی، یوروپین اور مماثل اقوام کے عیسائی ہیں۔ برخلاف اس کے سنہ ۱۳۴۰ف میں ان عیسائیوں کی تعداد ۲,۹۲۷ تھی۔ اس کمی کا زیادہ تر باعث فوجی چھاؤنیوں سے غیر ہندوستانی افواج کا تبادلہ ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۲,۲۰,۳۶۳	۱,۵۱,۳۸۲	+ ۴۵.۶
ذکور	۱,۱۳,۳۸۲	۷۹,۴۴۳	+ ۴۲.۶
اناث	۱,۰۶,۹۸۱	۷۱,۹۳۰	+ ۵۰.۱

۱۱۔ جین۔

گو بعض مقامات جیسے شہر حیدرآباد، ورنگل اور نظام آباد میں فیصد اضافہ بہت زیادہ ہے۔ بحیثیت مجموعی اس فرقہ میں ۱۵.۸ فیصد کا اضافہ ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۲۵,۰۵۳ نفوس کے منجملہ ۲,۰۰۷ یا ۸.۰ فیصد پربھونڈی میں آباد ہیں جو بمبئی کے متصل ایک مذہبی مرکز اور خاص طور پر بھونڈی میں روئی اور پارچہ بافی کی صنعت کا وجود اس اجتماع کا اہم سبب ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۲۴,۰۵۳	۲۱,۵۴۳	+ ۱۵.۴
ذکور	۱۳,۱۰۳	۱۱,۳۵۹	+ ۱۵.۱
اناث	۱۱,۹۵۰	۱۰,۱۸۴	+ ۱۵.۸

۱۲۔ سکھ

لنگایت فرقہ کے ۲۰۳ کے بعد اس فرقہ میں سب سے کم ۰.۲ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ طبقہ ذکور میں ۴.۱ فیصد کی کمی واقع ہوئی۔ لیکن طبقہ اناث کے ۳۱.۲ فیصد اضافہ نے بحیثیت مجموعی اس فرقہ کے اعداد میں اضافہ پیدا کر دیا۔

پارسی اور جین فرقوں کی طرح یہ فرقہ بھی ان مقامات پر زیادہ تعداد میں پایا جاتا ہے جہاں صنعت و تجارت فروغ پر ہیں یا جہاں ملازمت سرکاری (جیسے کہ کوتوالی و فوج) کے حصول کا امکان ہے۔ چنانچہ ناندیڑ میں جو ان کا مذہبی مرکز ہے ان کی تعداد کسی قدر کم ہو گئی ہے۔ اس کے برخلاف اضلاع پربھنی، رائچور، بیدر، نظام آباد، عادل آباد میں جہاں تجارت و صنعت نے مقابلتاً ترقی کی ہے کافی فیصد اضافہ عمل میں آیا ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۵,۳۳۰	۵,۱۷۸	+ ۲.۹
ذکور	۲,۹۳۹	۳,۰۶۴	+ ۴.۱
اناث	۲,۳۹۱	۲,۱۱۴	+ ۱۳.۲

۱۳۔ پارسی۔

۱۰.۷ فیصد مجموعی اضافہ ہوا ہے۔ جن میں ۱۳.۳ فیصد اناث بمقابلہ ۶.۲ ذکور کا جنسی تناسب پایا جاتا ہے۔

ایسے مقامات پر جہاں تجارت و صنعت ترقی پر ہیں غالب تعداد میں ہونے کی وجہ سے یہ فرقہ بھی بہت ہی غیر مساوی طور پر منقسم ہے۔

نظام آباد، محبوب نگر، ناندیڑ و رائچور میں بالخصوص قابل لحاظ اضافہ پایا جاتا ہے۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۱,۹۴۳	۱,۷۶۳	+ ۱۰.۲
ذکور	۹۹۵	۹۳۷	+ ۶.۲
اناث	۹۴۹	۸۳۸	+ ۱۳.۳

۱۴۔ اقوام قدیم

قدیم اقوام کی تعداد میں ۱,۷۴,۳۶۰ نفوس یا ۳۴.۶ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جو ممالک محروسہ کی آبادی کے فیصد اضافہ سے کہیں زائد ہے۔ اضلاع نظام آباد، میدک، نلگنڈہ، ورنگل، کریم نگر، اورنگ آباد و پربھنی میں غیر معمولی اضافہ پایا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس بار قدیم اقوام کے شمار میں غیر معمولی احتیاط برتی گئی اور کافی جانچ کے بعد نتائج قبول کئے گئے ہیں۔

	سنہ ۱۳۵۰ف	سنہ ۱۳۴۰ف	کمی و بیشی فیصد
جملہ نفوس	۶,۷۸,۱۴۹	۵,۰۳,۷۸۹	+ ۳۴.۶
ذکور	۳,۴۷,۲۲۱	۲,۵۰,۵۸۴	+ ۳۸.۶
اناث	۳,۳۰,۹۲۸	۲,۵۳,۲۰۵	+ ۳۰.۷

۱۵۔ دیگر فرقہ جات

اس میں برہمو، بدھسٹ، یہودی اور ایسے تمام افراد شامل ہیں جنہوں نے اپنا کوئی فرقہ مذہب ظاہر نہیں کیا۔

ان کا فیصد اضافہ ۴۳.۵ "آریہ" فرقہ کے بعد دوسرے نمبر آتا ہے۔ فیصد تفاوت طبقہ ذکور کے لئے صرف ۱۶.۴ اور اس کے مقابل میں اناث کے لئے ۷۰.۲ فیصد ہوا۔

	جملہ نفوس	ذکور	اناث
برہمو	۳۹۲	۲۰۷	۱۸۵
بدھسٹ	۱۱۵	۸۴	۳۱
یہودی	۲۰	۱۲	۸
غیر معین	۱۰۹	۵۴	۵۵
دیگر فرقہ جات	۶۳۰	۳۵۰	۲۹۰

حضرت اقدس و اعلیٰ کی تقریر

نمائش مصنوعات ملکی کے افتتاح کے موقعہ پر

آج مجھ کو اس نمائش کا افتتاح کرکے مسرت ہوئی یہ نمائش اہل ملک میں پسندیدہ اور ہر دلعزیز ہے اس کی ابتداء سے میں ہر سال اس میں آیا کرتا ہوں لیکن اس سال میں نے بانیان نمائش کی خواہش پر خود اس کا افتتاح کرنا اس لئے قبول کیا کہ اس سے لوگوں پر ملکی صنعت اور تجارت کی اہمیت ظاہر ہو اور اس کو ترقی اور فروغ دینے کی طرف اہل ملک کی توجہ مائل ہو۔

ف ۲۔ اس نمائش کے بانی جامعہ عثمانیہ کے قدیم طلبہ ہیں۔ انہوں نے ملک کی صنعتی ترقی کے لئے جو عملی کام کیا ہے اس سے ان کی ہمت اور حوصلہ کا پتہ چلتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جامعہ کی تعلیم اور تربیت کے بدولت ان میں علمی ذوق و فنون کے علاوہ عملی کام کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے جو قابل قدر ہے ضمناً میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر الیہ سیاسی فساد اور ہنگاموں میں میری جامعہ کے طلبہ نے جو نظم و ضبط قائم رکھا اور موجودہ سیاسی ہلچل میں حصہ لینے سے اجتناب کیا ان کا یہ ایثار دیدوسروں کے لئے قابل تقلید ہے چنانچہ اس کے بارے میں ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر نے مجھ کو مبارکباد کا پیام بھیجا ہے۔

ف ۳۔ آجکل کی جنگ سے مختلف قسم کے اشیاء کی درآمد بند ہوجانے سے ان اشیاء کو خود ملک میں تیار کرنے کی ضرورت داعی ہوئی ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو ملکی صنعت کو فروغ دینے کا موقع ملا ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی کوشش کریں کہ خود ملک کی صنعت اور پیداوار ہماری اکثر ضرورتوں کو کافی ہوجائے۔ کیا اچھا ہو اگر ہر شخص اس بات کا عزم کرلے کہ وہ اپنے ضروریات زندگی کی چیزیں اپنے ملک کی بنی ہوئی خریدے اور صرف وہ اشیاء جو ملک میں تیار نہیں ہوتیں باہر سے خریدے بلکہ ان کے بارے میں بھی یہ فکر کرے کہ کیوں نہیں وہ چیزیں بھی ملک میں بنائی جائیں۔

ف ۴۔ جنگ کی وجہ سے جو بعض صنعتوں کو قائم کرنے کے مواقع حاصل ہوگئے ہیں ان سے میری حکومت بے خبر نہیں ہے بلکہ اس کی کوشش کر رہی ہے کہ اس ملک کی اشیاء خام کو حتی الامکان صنعتوں کے کام میں لایا جائے تاکہ اس کا مالی فائدہ نہ صرف کارخانوں بلکہ ان غریب کاشتکاروں کو بھی حاصل ہو جو ان اشیاء خام کو پیدا کرتے ہیں نیز ان مزدوروں کو روزی نصیب ہو جو کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔

ف ۵۔ ہر ملک کی صنعتی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جس ملک نے اپنی فرصت اور مواقع سے فائدہ اٹھایا اور بروقت عمل کیا کامیاب رہا جو سوچتا رہا اور عمل میں پیچھے رہا اس سے میدان معیشت میں دوسرا بازی لے گیا۔

ف ۶ جامعہ عثمانیہ سے متعلق ایک زرعی کالج قائم کرنے کی تجویز خود جامعہ کی اسکیم میں داخل ہے لیکن بوجہ مصارف جنگ یہ عمل نہیں ہوسکا ہے جنگ کے اختتام پر اس میں عملی کام ہوجائیگا۔

ف ۷۔ مگر صنعتی ترقی محض حکومت ہی کے ذمہ نہیں ہے۔ ملک کے سرمایہ داروں کا خود معاشی مفاد اسی میں ہے اور ان کا اخلاقی فرض بھی ہے کہ ملک میں جن اشیاء کی کھپت ہوتی ہو ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور ان اشیاء کی تیاری کے اسکیم بنائیں اور حکومت سے سہولتوں اور مشوروں کے طالب ہوں اس طرح ملک میں روزگار بڑھانے اور بیروزگاری کو دور کرنے میں مدد و معاون ہوں۔

ف ۸۔ آخر میں میں کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گو کہ نمائش اطمینان بخش ہے تاہم جن چیزوں کی نمائش کی جاتی ہے ان کو کافی مقدار میں بازار میں اور ان کی فروخت (اندرون و بیرون ملک) کرنے کا انتظام کافی طور پر نہیں کیا جاتا۔ یہ غرض پوری کرنے کے لئے اگر صناعوں کی ایک انجمن امداد باہمی قائم ہو تو مناسب ہے تاکہ ایک دوسرے کی مدد کے کام انجام پائے۔

ف ۹۔ الحاصل انجمن طلبہ قدیم نے جو کام کیا ہے وہ اپنی حد تک اچھا ہے مجھے امید ہے کہ یہ انجمن اہل ملک کی مدد سے آئندہ اور زیادہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرے گی اور اس کی کوشش کرے گی کہ حیدرآباد صنعت و حرفت میں ہندوستان کے کسی حصہ سے پیچھے نہ رہے۔

ف ۱۰ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے طلبہ نے بھی جو نیک کردار یا آئین کار اظہار برٹش انڈیا کے خلفشار کے زمانہ میں کیا تھا اس کے متعلق ہز اکسلنسی وائسرائے بہادر نے جو اظہار پسندیدگی کیا تھا تو میں نے بحیثیت چانسلر یونیورسٹی مذکور یہ پیام توسط سر ضیاء الدین احمد طلبہ تک پہونچا دیا ہے جو یقیناً ان سب کے لئے موجب حوصلہ افزائی ہوگا۔ اور جس کی آج کل کے پرآشوب زمانہ میں سخت ضرورت ہے کہ بغیر اس کے امن و امان قائم نہیں رہ سکتا۔

خلد اللہ ملکہٗ

سپاس نامہ

بہ پیشگاہ اعلیحضرت بندگان عالی حکیم السیاست سلطان العلوم حضور پرنور شہریار حیدرآباد و برار

آج کا دن ہم جان نثاران موروثی کے لئے باعث صد عزو افتخار ہے کہ اعلیحضرت بندگان عالی بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اس نمائش کا افتتاح فرما رہے ہیں اور ہم جان نثاروں کی ناچیز مساعی کو شرف قبولیت بخش رہے ہیں۔ اس عزت اور سعادت کے لئے ہم جان نثاران موروثی حضور والا کی خدمت فیض درجت میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔

"کلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید — کہ سایہ بر سرش انداختی چوں تو سلطانے"

یوں تو ہر سال سرکار والا تبار نمائش میں تشریف فرما ہو کر بانیان و کارکنان نمائش اور صناعان مملکت کی ہمت افزائی فرمایا کرتے ہیں لیکن اس مرتبہ حضور پرنور کے دست اقدس سے افتتاح فرمانے سے اس نمائش کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے ہم جان نثاروں کو یقین ہے کہ اعلیحضرت بندگان عالی کی شفقت و سرپرستی نہ صرف اس نمائش کی کامیابی کی ضامن ہے بلکہ مملکت آصفیہ کی صنعتوں اور حرفتوں کی ترقی کی کوششوں میں نئی روح پھونکنے والی ہے۔

اس مبارک موقع پر بہ نہایت ادب کے ساتھ نمائش اور اس کے بانیوں اور کارکنوں کے متعلق چند امور گوش گزار ہمایونی کرنے کی اجازت چاہی جاتی ہے۔

اعلیحضرت بندگان عالی نے تخت نشینی کے بعد جب ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی کے ذرائع تلاش کئے تو حضرت سلطان العلوم کی نظر حقیقت شناس نے وقت کی سب سے زیادہ اہم ضرورت کو فوراً پہچان لیا اور علم و فن کے ایک حقیقی مربی کی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ کے قیام کا فرمان صادر فرمایا [illegible]

[illegible]

جامعہ عثمانیہ کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد [illegible]

انہی کمیٹیوں میں سے ایک معاشی کمیٹی ہے جس کے قیام کا اصلی مقصد مملکت آصفیہ کی معاشی ترقی میں جدوجہد ہے۔ [illegible]

خدا کا شکر ہے کہ یہ نمائش سال بسال ترقی کرتی گئی چنانچہ پہلے سال تقریباً ایک سو اسٹال قائم ہوئے تھے [illegible] اس کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

اس نمائش کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگرچہ اس کا انعقاد [illegible] مجلس نمائش معاشی کمیٹی (انجمن طیلسانین عثمانیہ) کے زیر اہتمام ہوتا ہے لیکن اس کی کارکردگی اور افادیت کے مدنظر اس میں سرکاری محکمہ جات اور [illegible] جس کا اعتراف تہ دل سے کیا جاتا ہے۔

مجلس نمائش کی اس جدوجہد کے باعث مملکت آصفیہ کی معاشی ترقی کے امکانات زیادہ سے زیادہ نمایاں ہوتے جا رہے ہیں اور بفضل الٰہی وہ دن دور نہیں کہ حضرت بندگانعالی کی رہبری میں یہ سلطنت ابد مدت معیشت و ثروت کی ہر سطح میں ترقی کے انتہائی بلند مدارج تک پہنچ جائے۔

اعلیحضرت حکیم السیاست [illegible] یہ امر بخوبی روشن ہے کہ اب دنیا میں سائنس اور میکانیت کا دور دورہ ہے اور قوموں کی ترقی صنعت و حرفت کے فروغ پر منحصر ہے۔ [illegible]

[illegible]

اس موقع پر یہ معروضہ کرنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ مجلس نمائش کے ذرائع آمدنی محدود ہیں [illegible]

اب ادباً معروض ہے کہ اس نمائش کا افتتاح فرما کر سرفراز [illegible] فرمایا جائے فقط زیادہ حد ادب۔
الٰہی آفتاب اقبال و اقتدار تاباں و درخشاں باد۔

معروضہ فدوی جان نثار موروثی رضی الدین صدیقی صدر مجلس نمائش معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ

دوسرے نقطۂ نظر

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

خطرہ ہیں۔ ہندوستانی زبان میں ان کو ضمنی تری گروہ کہا جاسکتا ہے اور وہ ایک متمدن حکومت سے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتے جو ایک اقلیت کرسکتی ہے۔ مسلمان ایک اقلیت کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک قوم کی حیثیت حق خود ارادیت کے مستحق ہیں۔ اور یہ حق ان علاقوں کے لئے طلب کیا جارہا ہے جہاں وہ اکثریت میں ہیں جیسے پنجاب، شمال مغربی صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، بنگال اور آسام۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مسلمان دوسرے صوبوں میں ضمنی تری گروہ ہیں اور ایک اقلیت کی طرح تحفظات کے مستحق ہیں۔

مسلمانوں کے مطالبہ حق خود ارادیت کو روبہ عمل لانے کی صورت صرف پاکستان ہے۔ پاکستان ہندوستان کے ایک چوتھائی حصہ پر محیط ہوگا اور باقی تین چوتھائی حصہ ہندو ہندوستان ہوگا۔ مسٹر جناح کہتے ہیں کہ "تین چوتھائی تم لو اور مجھے ایک چوتھائی دے دینے میں مدد کرو۔ مجھے اپنی تاریخ کے مطابق میری روایات، تہذیب، زبان اور اسلام کی روشنی میں زندگی بسر کرنے دو اور اپنے علاقوں میں تم بھی یہی کرو۔ اس طرح ہم امن کی زندگی بسر کرسکیں گے۔" اقلیتوں کی حفاظت کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ آؤ ہم اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کریں اور یہ عہد کریں کہ تم اپنے علاقوں میں ہماری اقلیتوں کی حفاظت کرو گے اور ہم اپنے علاقوں میں تمہاری اقلیتوں کی۔"

مسٹر جناح غصہ کے ساتھ اس الزام کی تردید کرتے ہیں کہ مسلم لیگ برطانوی شہنشاہیت کی دوست ہے جو آزاد ہندوستان کے راستے میں حائل ہورہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہماری پاکستان کی تجویز آزادی ہند کو مستلزم ہے ...... تم ہندو علاقوں میں اپنی آزادی اور حکومت خود اختیاری قائم رکھو اور ہم اپنے گھر میں حکومت خود اختیاری قائم رکھیں۔"

مسٹر جناح یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مسلمانوں کے ان جائز مطالبات کو ہندو کیوں قبول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندو جماعت اور کانگریس پاکستان کی اس لئے مخالفت کررہے ہیں کہ وہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مہاسبھائیوں سے قطع نظر مسٹر گاندھی کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ مسٹر گاندھی کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہندو ہندوستان کا احیا کیا جائے اور سارے ہندوستان پر برطانوی راج کے واحد وارث اور جانشین کی حیثیت سے ہندو راج قائم کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو محکوم بناکر رکھ دیا جائے۔ وہ اس اندیشہ کی تائید میں کانگریسی دعوے داروں کے ریکارڈ سے شہادت پیش کرتے ہیں۔ وہ کانگریسی حکومت کا حسب ذیل الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں "جہاں تک کہ دستور کے صوبہ واری حصہ کا تعلق تھا مسلم ہندوستان کو ہندو کانگریس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت مسلمانوں کی سماجی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبہ کو دبایا جارہا تھا اور کانگریسی صوبوں میں ان پر مظالم ڈھائے جارہے تھے صوبوں کے گورنر اور افسر علیٰحدہ کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ مسلم لیگ کی تبلیغ ختم کرنے کی ہر طرح کوشش کی گئی۔" کانگریسی وزراء کے متعلق ایسی سخت رائے رکھنے کے بعد اگر کانگریسی وزراء کے استعفا کے بعد مسٹر جناح نے "یوم نجات" منایا ہو تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔

مسٹر جناح اس قومی حکومت کے قیام کے مخالف رہے ہیں جس کا کانگریس مطالبہ کررہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "قومی حکومت مقننہ کے آگے ذمہ دار ہو ایک اچھا نعرہ ہے لیکن اس کے معنے ہیں کہ مسلمان ایک اقلیت کی حیثیت سے ہندو راج کے آگے سر تسلیم خم کردیں۔ اس موقف کو مسلمان کبھی قبول نہ کریں گے۔" ایسی مرکزی حکومت میں جو سارے ہندوستان کو ایک وحدت قرار دے کر تشکیل دی گئی ہو مسلمان ہمیشہ اقلیت میں رہیں گے اور اس کو مسٹر جناح قبول کرنے تیار نہیں۔ ان کی رائے میں مسلم ہندوستان کی موت کا یقینی نتیجہ ہوگا۔ کانگریس کی قومی حکومت کے بدل کے طور پر مسٹر جناح پاکستان کا اصول پیش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قومی حکومت اس طرح تشکیل دی جائے کہ اس میں مسلم ہندوستان کو مساوی نمائندگی حاصل رہے۔

اس طرح کانگریس قومی حکومت کے قیام کا جو مطالبہ کررہی ہے وہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔ اور چونکہ کانگریس کی موجودہ تحریک اس مقصد کے تحت شروع کی گئی ہے کہ حکومت کو کانگریس کا مطالبہ قبول کرنے پر مجبور کیا جائے اس لئے یہ تحریک مسلم مفاد کے لئے مہلک ہے۔ مسٹر گاندھی نے اپنے خیالات میں جو مختلف قلابازیاں لگائی ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد مسٹر جناح کہتے ہیں کہ "انھوں نے اس تحریک کا منصوبہ کیا اور اس کا بدایتہً یہ منشا تھا کہ حکومت کو پریشان اور مجبور کیا جائے اور اتنا تنگ کیا جائے کہ وہ کانگریس کا مطالبہ قبول کرے۔ مسٹر گاندھی کی یہ مہم جواری کی آخری بازی ہے۔ یہ صرف برطانیہ کے خلاف جنگ نہیں ہے بلکہ یہ کانگریس کے مطالبات کو منوانے کی وہ جنگ ہے جو مسلم حقوق کے لئے مہلک ہے۔" جب کانگریسی تحریک کی یہ نوعیت ہے تو مسٹر جناح عام حالات میں اس تحریک کا قلع قمع کرنے کے لئے برطانیہ سے ہاتھ ملاتے۔ لیکن چونکہ انہیں برطانیہ کی نیک نیتی پر اعتماد نہیں ہے اس لئے وہ مسلمانوں کو اس تحریک سے الگ رہنے کی تلقین کررہے ہیں۔ اگر مسلم لیگ کا مطالبہ قبول کرلیا جاتا تو مسٹر جناح ایک عارضی حکومت میں شریک ہوتے اور اس امر کی کوشش کرنے کے لئے تیار ہیں کہ "تمام ضروری اختیارات اس حکومت کے ہاتھ منتقل کئے جائیں۔" مسٹر جناح کی صرف ایک شرط یہ ہے کہ "مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرلو اور مسلمانوں سے وعدہ کرو کہ استصواب عامہ کے فیصلہ کی پابندی کرو گے۔" لیکن انہیں شکایت ہے کہ اس مطالبہ کے جواب میں ہندوؤں کی جانب سے جنگ بازی ہورہی ہے اور کبھی اس بدیسی قوم سے [illegible] کبھی اس بدیسی قوم سے اپیل کی جارہی ہے اور اپنے ہم وطن دس کروڑ مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنے کے بجائے وہ انگلستان، امریکہ، چین اور روس سے مداخلت اور امداد کی اپیل کررہے ہیں۔

مسٹر جناح حکومت برطانیہ کی روش پر بھی اسی طرح معترض ہیں۔ انہیں حسرت ہے کہ رفاقت کی اسکیم مسترد کردی گئی۔ انہیں اس بات کی بھی حسرت ہے کہ ۸ اگست سنہ ۱۹۴۰ء کے اعلان میں مسلمانوں کو صاف طور پر یقین دلایا گیا ہے کہ کوئی دستور مسلمانوں کی مرضی کے خلاف ان کے سر تھوپا نہ جائے گا۔ انہیں افسوس ہے کہ مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو حکومت برطانیہ نے اب تک تسلیم نہیں کیا۔ ان کے خیال میں کرپس کی تجاویز میں بھی یہ حق تسلیم نہیں کیا گیا۔ مسٹر جناح یہ محسوس کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حکومت دشواریوں سے دوچار ہوکر کانگریس سے سمجھوتہ کرلے اور اس کے مطالبات کو قبول کرے۔ اس کے بعد مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا۔ ان کا جواب یہ ہے کہ "اگر حکومت برطانیہ ان تمام وعدوں کے بعد ہمیں قربان کردے اور کانگریس راج کے رحم و کرم پر چھوڑ دے تو یقین رکھو کہ اگر ہم متحد اور منظم ہوجائیں تو وہ متحد ہوکر بھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ چین اور امریکہ کی متحدہ فوجیں بھی ایسا دستور ہمارے سر پر نہیں تھوپ سکتے جس میں مسلم ہندوستان قربان کیا جارہا ہو۔"

اس مضمون کا مقصد مسلم لیگ کے نقطۂ نظر کے محاسن یا معائب پر بحث کرنا نہیں ہے بلکہ صرف اس کی وضاحت ہے تاکہ لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ یہ بات ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ اس نقطۂ نظر کے پیچھے دس کروڑ مسلمانوں کی تائید موجود ہے۔ کانگریس کے نقطۂ نظر کی طرح مسلم لیگ کا نقطۂ نظر بھی اسی خلوص اور عزم کے ساتھ قائم ہے مگر فرق صرف یہ ہے کہ مسلم لیگ کے نقطۂ نظر کی تشہیر نہیں ہوئی لیکن اس وجہ سے یہ کمزور نہیں ہوجاتا۔

ضروری خدمات میں خلل اندازی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۳)

نیز ریاست کی خدمات سنبھالنے کے مواقع سے جس کی خاطر ان میں سے بہتوں کو حکومت کے اخراجات سے تربیت دلائی گئی تھی — محروم ہوگئے اور دوسری طرف مجموعی حیثیت سے ملک کی صنعتی ترقی اور جنگی کوششوں پر اس کا مضر اثر پڑا۔

ریلوے کے مزدوروں کے حق قیادت تسلیم کئے جاچکے ہیں اور انہیں ہر لحاظ سے کلیتہً سمجھنا چاہئے۔ نیز خانگی کاروبار میں مصالحت اور مداخلت، یہ دونوں طریقے اختیار کئے جاچکے ہیں جن میں سے آخری طریقے میں ہمیشہ مزدوروں کی نمائندگی [illegible] کی گئی ہے۔ یہ تمام تدبیریں اختیار کرنے کے بعد حکومت اب پبلک کے مفاد کی خاطر بہت تامل کے ساتھ "قواعد تحفظ ملک" و سرکار عالی اور ضروری خدمات کی برقراری کے دستور العمل کی جن دفعات سے استفادہ کرنے پر مجبور ہوگئی ہے تاکہ ان لوگوں کو حراست میں لے لیا جائے جو حکومت کی [illegible] ایسی صورت حال پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں جو اس ملک کے [illegible] اور [illegible]

چھوٹے سکوں کی قلت

کمیونیکے

ملک میں سکہ خورد کی قلت کی وجہ سے پبلک کو آج کل جو زحمت پیش آرہی ہے وہ سررشتہ فینانس کے زیر غور ہے اور مفاد عامہ کے مدنظر اس کی ضرورت ہے کہ اس بارے میں پبلک کی اطلاع کے لئے حالات کی وضاحت کی جائے۔

گزشتہ چار ماہ میں سکہ خورد کی جو کمیت چھوئی وہ زمانہ ماقبل جنگ کے مقابلے میں اوسطاً چوگنی تھی۔ اگر چہ ملک کی معاشی سرگرمیاں اور جنگ کے باعث جو حالات پیدا ہوگئے ہیں ان کے لحاظ سے سکہ خورد کے استعمال میں مناسب اضافہ کی توقع کی جا سکتی ہے لیکن یہ اسباب ایسے نہیں ہیں جو کمیت کی زیادتی کا باعث ہوسکیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ موجودہ مشکلات سکہ جات خورد کے اندوختہ کرنے اور گلائے جانے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ سرکار عالی کے پاس اگر چہ پبلک کی حقیقی ضروریات کی تکمیل کے لئے سکہ جات خورد کا کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن موجودہ مشکلات کا حل درحقیقت پبلک اور پریس کی مخلصانہ سعی پر منحصر ہے کہ وہ اس سے متعلق کامل اعتماد قائم رکھے اور سرکار عالی حقیقی ضروریات کے لئے کافی مقداریں اس کی سربراہی کرے۔

عام اور تجارتی ضروریات کے لئے سرکار عالی نے ایک ایک روپیہ والے نوٹوں کی طباعت اور نصف چاندی اور نصف کھوٹ والے روپیہ چونی اور دوآنی کی تسکیک کا انتظام کر دیا ہے اور دارالضرب سے انتہائی حد تک ان کی تسکیک کی جارہی ہے۔ چنانچہ ان روپیوں کی تسکیک دو لاکھ روزانہ یا تقریباً پچاس لاکھ ماہانہ کو پہنچ گئی ہے۔ نیز کوشش کی جارہی ہے کہ مستقبل قریب میں ان کی تسکیک میں اضافہ کیا جائے۔ لیکن اس اثنا میں عمل ہذا کے آغاز کی وجہ سے پبلک اور پریس سے توقع کی جاتی ہے کہ جو اپنی جلب منفعت کے لئے اہل ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں ان کی مجرمانہ سرگرمیوں کا انکشاف کرکے مجرمین کو ان کے کیفر کردار کو پہنچائیں۔

موجودہ صورت حال سکہ جات کو نفع اندوزی کی غرض سے اندوختہ کرنے اور سکہ جات خورد کی صنائع پر فروخت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ ابنائے ملک سے اس قسم ناجائز نفع حاصل کرنا ایسا طرز عمل ہے جو قابل معافی نہیں ہے۔ یہ طرز عمل جاری نہیں رہ سکتا۔ اگر رائے عامہ اس کو برداشت کرنے سے انکار کرے۔ اس ضمن میں ان اشخاص کو جو مذکورہ بالا مجرمانہ سرگرمیوں کے ذمہ دار ہیں ذریعہ ہذا متنبہ کیا جاتا ہے کہ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ (۸۱) ضمنی قاعدہ (۲) (ب) کے تحت سکہ جات خورد کا اس کی قیمت مندرجہ نامیہ کے خلاف لین دین ممنوع ہے اور ضمنی قاعدہ مذکور کے تحت قاعدہ (۱) کے لحاظ سے حقیقی ذاتی یا کاروباری ضروریات سے زائد مقدار میں سکہ جات حاصل کرنا خلاف قانون ہے۔ نیز قاعدہ (۸۱) ضمنی قاعدہ (۴) کے بموجب ان قیود کی خلاف ورزی کی صورت میں سزائے قید دی جاسکتی ہے جس کی میعاد پانچ سال ہوسکتی ہے اور جرمانہ بھی کیا جاسکتا ہے۔



احمد۔ پریس چارمنار میں طبع ہوکر دفتر مملکت سے شائع ہوا۔